قناعت وسادہ زیستی امام خمینیؒ

ڈاکٹر نسیم شاہد

ایران کا اسلامی انقلاب، تاریخ کا ایک ایسا روشن وتابناک باب ہے، جس سے ملت اسلامیہ کی آنے والی نسلیں، اپنی دنیا وآخرت بنانے کے لئے سبق حاصل کرسکتی ہیں، اور اپنی زندگی میں خود اعتمادی، خود داری، حریت و آزادی، یقین وایمان کی نہ بجھنے والی شمع روشن کرسکتی ہیں۔ اور وہ راہ مستقیم پاسکتی ہیں۔ جس پر چل کر آج تک کوئی راہ رو نہ بھٹکا، نہ بھولا، نہ بے راہ ہوا۔ بلکہ منزل پر پہونچنے تک، خود منزل ہی اس کی راہ نمائی کرتی رہی، اور شوق منزل دلاتی رہی۔

راستی سیدھی سڑک ہے جسمیں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رہرو آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں

ان ہی راہروان منزل میں سے ایک راہ رو، ایک راہ بر، ایک راہ نما جناب آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ بھی ہیں جنھوں نے پوری طرح رسول اللہ کا دامن ہرکوشش وہر جدوجہد کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان رکھا۔ یہ بات کہنے میں جتنی آسان اور سہل ہے، عمل میں بہت ہی مشکل ترین عمل ہے۔ اچھے اچھے پہاڑ جیسی عظمت وبزرگی جتانے والوں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے ایسے حالات میں جن سے موصوف دوچار ہوئے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے، انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے، عرفان محبت عام نہیں

عرفان محبت بہت بڑی دولت ہے اور یہ دولت ہر ایک بندے کو نہیں ملا کرتی۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔

یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

محبت اصل میں مخمور وہ راز حقیقت ہے

سمجھ میں آگیا ہے اور سمجھایا نہیں جاتا

یہ عرفان کی قیمتی دولت کسی بازار میں نہیں ملتی نہ کسی سے مستعار لی جاسکتی ہے، لیکن اللہ نے یہ قیمتی سرمایہ علامہ موصوف کو وافر مقدار میں عطا کیا تھا ان کی تحریروں ،تقریروں میں خواہ نظم ہو یا نثر، اور سب سے زیادہ عملی زندگی میں ان کی معرفت نمایاں ہے، اسی طاقت وقوت کے سہارے جن جاں سوز حالات سے کامیابی کے ساتھ گذرے، کوئی اس ہمت اور بلند حوصلگی سے ان حالات میں ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ مگر یہ ہر سختی وہر ابتلا کے بعد اور زیادہ عزم وارادے کے ساتھ کھڑے رہے۔ یہ سب مولا کا خاص کرم اور فضل تھا ان پر ۔ اللہ نے اپنے بندے کو خاص اسی کام کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور انھیں بھی اس تقرری کا احساس تھا۔

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

کون ہے جو اپنی زندگی عیش وآرام سے گذارنا نہیں چاہتا؟ اللہ کی نعمتوں اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانا کس کو برا لگتا ہے؟ کون اپنی زندگی میں بے چینیاں ، پریشانیاں اور قید وبند کی صعوبتیں چاہے گا؟ آنکھوں دیکھتے کون موت کو گلے لگانے پر تیار ہوگا؟ مگر ہم لوگ غور فکر کریں تو سمجھیں کہ یہ ابتلا اور آزمائش بھی بڑے نصیب والوں کے حصے میں آتی ہے ۔یعنی جو باوفا ہیں وہی آزمائے جاتے ہیں۔امتحان میں تو اسی کو بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے جس نے امتحان کی تیاری کی ہو؟ علامہ خمینیؒ نے سن شعور سے ہی اس امتحان کی جو تیاری کی تھی وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں ہے آپ کی عمر صرف پانچ ماہ تھی جب آپ کے والد سید مصطفیٰؒ کو شہید کردیا گیا موصوف بڑے پائے کے عالم تھے اور اپنے وطن عزیز کی آزاد کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ

لیتے تھے۔ سمجھ آنے پر ہر باب کی ظالمانہ طریقے پر شہادت نے معصوم دل دماغ پر کیا کیا اثرات مرتب نہ کئے ہوں گے؟ اس ننھے سے ناتجربہ کار مجاہد نے کیا کیا منصوبے اپنے ذھن وفکر میں نہ سجائے ہوں گے ؟ آنے والے وقت کی غیر متزلزل اور مسلسل جدوجہد گواہ ہے کہ یہ خاکہ اور یہ نقشہ یہ پلاننگ اتفاقی نہیں ہے، بلکہ برسوں کی سوچ اور پھر ایک ٹھوس حکمت عملی اس کے پیچھے کارفرما رہی ہے۔ آپ نے اپنے ذھن میں جو ہدف اور نصب العین بنایا تھا اس سمت برابر عمل پیرا رہے۔ شاہ اور شاہ کے سرپرستوں کی طرف سے جو مظالم اور ناقابل بیان سختیاں کی جاتی رہیں، ان سب کو برداشت کرتے اور سہتے ہوئے، راہ عاشقان پر پیش روی جاری رکھی اور پھر قائدانہ بصیرت کے ساتھ، علماء کی صف سے آگے بڑھ کر شاہ اور دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں امریکہ اور روس کو بہ بانگ دہل للکارا، اور اس زبان میں بات کی، جس میں اب تک کسی عالم دین نے نہیں کی تھی۔ اس خداداد فراست اور حکمت نے دشمن دین پر خاطرخواہ اثر مرتب کیا اور وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حکومت وقت نے اپنے بنائے ہوئے قانون کو واپس لے لیا، اور فوری طور پر عمل درآمد روک دیا۔ اس بڑی کامیابی سے جہاں شاہ اور بڑی طاقتوں کے خلاف علماء اور عوام کے حوصلے بلند ہوئے وہیں علامہ خمینیؒ پر خواص وعوام کا اعتماد اور زیادہ مستحکم ہوا۔

تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرام اور پیروان پیغمبر اکرم حضرت محمد ﷺ نے فرداً فرداً اور اجتماعی طریقے پر صراط مستقیم پر چلتے ہوئے دنیا سے ظلم وناانصافی جہالت وشیطنت کو ختم کرنے کی بارہا کامیاب کوششیں کی ہیں۔ اور آنے والوں کے لئے اپنے نقش قدم چھوڑے ہیں لیکن اس طرف کئی صدیوں سے ایمان وعمل میں کمزوری کے باعث اور مادی طور پر مغربی قوموں کی حیران کن ایجادات کی وجہ سے امت مسلمہ میں ایک طرح کی پستی کم ہمتی اور جمود طاری ہوگیا ہے۔ اسلامی ممالک بڑی طاقتوں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ہیں اور ایک سناٹا سا طاری رہا ہے لیکن دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وقت کے اس موسیٰ نے بہ یک وقت کئی

فرعونوں کو شکست فاش دی اور اس آسمان کے نیچے ساری طاقتیں ایک اللہ کی طاقت کے آگے ناکام ہوگئیں۔ سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور ایک بوریا نشین نے اپنے پروردگار کے حکم سے بڑی طاقتوں کو میدان سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔ مگر آپ جانتے ہیں یہ سب ہوا کیسے؟

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

آپ کو دنیاوی مال ودولت سے تعلق نہ تھا کبھی دل میں مال ومتاع جمع کرنے کا خیال نہیں آیا، خیال تھا تو صرف سرمایۂ آخرت کا جس کے لیے آپ نے زندگی کی ساری خوشیاں ترک کردیں آپ کو خیال تھا تو صرف اپنے محبوب حقیقی کے روبرو، سرخرو ہونے کا ایک جگہ فرماتے ہیں۔

> ''اس خدائے قوی ودانا کی قسم جس نے ستم رسیدہ مسلمانوں کا غم مجھے بخشا اور خلافت کی عظیم ذمہ داری کا بار میری گردن پر رکھا ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہوتا تو جس قدر جلد ممکن ہوتا اس سرکش سواری کی لگام اس کی پشت پر رکھ دیتا دنیا کی طرح اسے بھی طلاق دے دیتا اس وقت تمہیں یقین ہوتا کہ تمہاری دنیا میری نگاہ میں مردار سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

آپ میں حددرجہ سادگی موجود تھی، اتنے بڑے مشن میں کامیاب ہونے کے باوجود اور اتنی عظمتوں کے باوجود آپ کا معمول زندگی و رہن سہن کا معیار بہت ہی معمولی اور سادگی وانکساری سے لبریز تھا۔ آپ نے کبھی بھی شان وشوکت کو پسند نہیں کیا دوسروں سے بھی ہمیشہ فرماتے رہے کہ:

> '' خود کو سادگی کے ساتھ جینے کا عادی بنایئے اور دل کو مال ومتاع اور مقام ومرتبہ سے وابستہ نہ کیجئے عیش پرستی اور فضول خرچی کی زندگی کے ساتھ انسانی اور اسلامی اقدار کو نہیں بچایا جاسکتا ہے۔ معنویات اسلام کی بنیاد ہیں۔ معنویات کم کیجئے۔ اگر ہم استقامت وپائیداری اختیار

کریں تو خدا کی تائید ہمارے شامل حال ہوگی۔"

ہمارے سب کے آقا ومولا جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور سارے ہی انبیاء اسی مشن پر آئے کہ دنیا سے ظلم جہالت اور نا انصافی کا خاتمہ ہو اور اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑا جائے۔ علامہ خمینیؒ بھی اپنے مولا کی طرف سے اسی مشن پر مقرر کئے گئے تھے پھر دیکھئے کہ اسوہٗ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری زندگی کیسے مضبوطی سے قائم رہے اپنی پوری زندگی سادگی و قناعت کے ساتھ گذاردی باوجودیکہ آپ کا خاندان اور گھرانہ ایران کے معزز اور کھاتے پیتے خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ چاہتے تو بڑے عیش وآرام سے زندگی گزار سکتے تھے لیکن آپ کو معلوم تھا کہ عیش کی زندگی اللہ سے غافل کردیتی ہے اور جو اللہ سے غافل ہوا وہ بندوں کی کیا خبر لے گا عیش کی زندگی ظلم اور ناانصافی کو جنم دیتی ہے ایسے لوگ دوسروں کا گھر اجاڑ کر ہی اپنا گھر بساتے ہیں۔ آج کل دنیا میں علی الاعلان یہی ہورہا ہے کہ دوسروں کا گھر اجاڑ کر اپنا گھر بسایا جارہا ہے اور پوری دنیا دیکھ رہی ہے لیکن کسی میں ہمت نہیں اللہ کی سنت ہے کہ جب ایسا دم گھٹنے والا ماحول ہوجاتا ہے تو اللہ اپنے کسی بندے کو بھیجتا ہے... دنیا کو پھر ایک اور خمینیؒ کا انتظار ہے۔

❁❁❁❁